# ذلّت کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے

جناب پنڈت ویاس دیو مصرا صاحب جج، ہائی کورٹ، دہلی

''ذلّت کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے۔''

یہ ہے وہ قول جناب امام حسینؑ کا جس پر معرکہ کربلا ہوا۔ اور یہی وہ قول ہے جس پر دنیا آخر تک چلتی رہے گی۔

اس میں دو چیزیں بہت غور طلب ہیں۔ یعنی عزت کیا اور ذلت کیا ہے۔ عام دنیا کے نزدیک عزت وہ ہے جو عموماً انسان دوسروں کو دیکھ کر کہا کرتے ہیں کہ فلاں شخص مال و زر رکھتا ہے۔ صاحب جاہ و جلال ہے۔ شان و شوکت کا مالک ہے۔ اور بڑا ہی باعزت ہے۔ ان کا نظریہ یہ ہے کہ بغیر ان چیزوں کے عزت حاصل نہیں ہوتی۔ مگر یہ انسان کی بہت بڑی غلطی ہے کہ وہ مادّی اور فانی چیزوں کو عزت کا نام دیتا ہے۔ درحقیقت عزت وہ ہے جو خدا خود دیتا ہے اور یہی عزت لافانی ہے۔ اگر ایک صاحب زر کو خدا نے عزت نہیں دی تو یقیناً وہ ہمیشہ ذلیل رہے گا۔ پس آپ کے اس قول کو مدّنظر رکھتے ہوئے دیکھیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنی زندگی کس طرح گذاری۔

ابتدا سے لے کر آج تک زندگی کا مقصد اسی قول کے مطابق حاصل کیا جاتا رہا ہے۔ اگر عزت صرف مال و زر جاہ و حکومت سے ہوتی۔ تو جناب رسولؐ خدا اپنے لئے بڑے بڑے محل بناتے۔ دولت جمع کرتے۔ اور قیمتی پوشاکیں پہنتے مگر آپ دیکھیں گے انھوں نے ایسا نہیں کیا، اور فقیرانہ زندگی بسر کی۔ دنیا نے ذلیل کرنا چاہا اور اعدا نے راستہ چلتے وقت آں حضرت پر کوڑا کرکٹ پھینکا، اور ذلیل کرنا چاہا۔ مگر ان خرافات سے آپ کی عزت میں کچھ فرق نہ آیا بلکہ آپ کی عزت و توقیر اور بڑھ گئی اور اعداء ذلیل ہوتے رہے۔

حضرت علیؑ کی بھی مثال لیجئے۔ جب بیت المال میں کچھ روپیہ جمع ہوتا، اپنے غلام سے کہتے جاؤ سب کچھ غریبوں اور مسکینوں کو تقسیم کردو۔ اور آپ خود ذکر الٰہی میں مشغول ہوجاتے جب غلام سب کچھ تقسیم کر کے آپ کو اطلاع دیتا تو آپ سجدۂ شکر بجالاتے۔ ان کی نگاہ میں مال و زر کی بس اتنی ہی قدر تھی کہ وہ جلد سے جلد اسے مستحقین کو تقسیم کردیں اور بارگاہ ایزدی میں عزت کے طالب ہوں۔

اسی لئے رسولؐ خدا نے ہمیشہ یہی دعوت دی کہ دنیاوی جاہ و جلال کا خواہاں نہ ہونا چاہئے، ہمیشہ صراط مستقیم پر چلنا چاہئے تاکہ مرنے کے بعد خداوند عالم عزت بخشے۔ آپ نے اپنے اخلاق و کردار سے ہدایت کی۔ مگر رسولؐ خدا کی آنکھ بند ہوتے ہی دنیا ان کے بتائے ہوئے راستے کو بھول گئی اور اہل بیت رسولؐ پر مصائب کا آغاز ہوگیا۔ وہ مسجد جس میں پناہ ملنی چاہئے۔ اسی میں رسولؐ کے جانشین حضرت علیؑ کو شہید کردیا گیا۔ حضرت امام حسنؑ نے تمام حکومت و سلطنت کو ٹھکرا کر لڑائی کا خاتمہ کردیا۔ اور صلح کر کے امن قائم کیا۔ اس کے باوجود انھیں زہر دے کر شہید کردیا گیا۔ اور کسی نے اس جرم کی تحقیق نہ کی۔ بات آئی گئی ہوگئی۔ راز راز میں رہ گیا۔

اب امام حسینؑ کی باری آئی، بعض لوگوں کا خیال

ہے کہ امام حسینؑ نے حکومت کے لئے لڑائی کی۔ یہ خیال بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ اگر اس امر کے لئے لڑائی کرنا ہوتی تو اس وقت لڑائی شروع کر دیتے۔ جب امام حسنؑ کے جنازے پر تیر برسائے جا رہے تھے مگر نہ اس وقت جنگ کی اور نہ اس وقت تلوار اٹھائی جب معاویہ نے صلح کی شرائط کی خلاف ورزی کی تھی۔ امام خاموش رہے اور بھائی کی صلح کو قائم رکھا۔

بعضوں کا قول ہے کہ جب امام حسینؑ جنگ کے خلاف تھے تو ایسی جگہ اور ایسے لوگوں اور ایسے بادشاہ کی سلطنت میں کیوں گئے جہاں ان کی جان کو خطرہ تھا اور جن لوگوں نے ان کے پدر بزرگوار اور بڑے بھائی کو شہید کر دیا تھا۔ ایسی حالت میں بہتر یہی تھا کہ امام حسینؑ کسی اور طرف چلے جاتے۔

ایسے لوگوں کے ان اعتراضات کا جواب اتنا ہی کافی ہے کہ آپ ایسی موت مرنا چاہتے تھے جس کا علم ہر ایک کو ہو جائے کہ کس نے شہید کیا۔ اور ظلم کس کی طرف سے ہوا، کیوں کہ اس سے قبل حضرت علیؑ کی شہادت ہوئی، امام حسنؑ شہید ہوئے مگر کوئی تفتیش نہ ہوئی۔ کسی نے سراغ لگانے کی تکلیف نہ اُٹھائی اور ان واقعات پر پردہ ڈال دیا گیا۔ امام حسینؑ نے میدانِ جنگ میں شہید ہو کر یہ ظاہر کر دیا کہ شہادت علیؑ و حسنؑ کے مرتکب کون تھے۔ حسینؑ کی وہ شہادت ہوئی کہ دنیا قیامت تک اسے بھلا نہیں سکتی۔ ظالم ہمیشہ ظالم اور مظلوم ہمیشہ مظلوم رہے گا اور یہیں سے حق و باطل کی حدیں قائم ہو گئیں۔

دوسری لڑائیوں میں عام طور پر وہ لوگ جاتے تھے جو مال غنیمت کے طالب ہوتے تھے۔ اور جہاں مال وزر کی امید نہ ہوتی تھی، بھاگ جاتے تھے لیکن امام نے اپنے ایسے اصحاب منتخب کئے کہ جو محض رضائے خداوندی کے منتظر تھے۔ اور اپنی جانوں کو امام کے قدموں پر قربان کرنا، اپنا مقصد حیات سمجھتے تھے۔ دنیا لڑائی کے لئے فوج تیار کرتی ہے اور سپاہیوں کو طرح طرح کا لالچ دیا جاتا ہے۔ لیکن امام کی فوج اس سے مختلف تھی۔ ان میں بچے بھی تھے، ان میں مستورات بھی تھیں، ان میں نوجوان بھی تھے اور ان میں ضعیف العمر بھی تھے۔ اور امام ہر منزل پر ان سے کہتے جاتے تھے کہ میں تو قتل ہونے جا رہا ہوں لوگ میرے خون کے پیاسے ہیں، تم لوگ واپس چلے جاؤ، اور میرے ساتھ خطرہ میں نہ پڑو۔ مگر رفیقان امام چاہتے تھے کہ کس طرح عزت ملے گی۔ اور رضائے خداوندی کدھر ہے۔ جتنا امام اپنی شہادت کی خبر دیتے تھے اتنا ہی ان جاں بازوں کا جذبۂ شہادت زور مارتا تھا۔ اور وہ موت کو لبیک کہتے تھے۔

اکثر لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ امام حسینؑ سیاست نہیں جانتے تھے۔ ہاں جسے ہم سیاست سمجھتے ہیں اسے واقعی آپ نہ جانتے تھے ہماری سیاست یہ ہے کہ مکر کیا جائے، فریب دیا جائے اور دھوکے بازی سے کام لیا جائے، مگر امام عالی مقام ان تمام برائیوں اور اس قسم کی سیاست کو برا جانتے تھے۔ مگر حق بین کے لئے امام حسینؑ زبردست سیاست دان تھے۔ وہ اپنے مقصد میں ہر قدم پر برابر کامیاب ہوتے رہے۔ آپ کی سیاست کیا تھی یہ کہ حق و باطل میں ہمیشہ کے لئے فرق ہو جائے۔ باطل کے سامنے نہ سر جھکا ہے، اور نہ جھکے۔ اس کے برعکس یزید کی سیاست کیا تھی۔ یہی کہ امام اس کے ہاتھ پر بیعت کرلیں، تاکہ حرام کاری، مکر وفریب، زنا کاری وعیاشی، سب حلال اور عین مذہب ہو جائیں۔

اس مرحلہ پر اس دنیوی سیاست کو حضرت امام حسینؑ خوب جانتے تھے۔ آپ اپنے ساتھیوں سمیت بڑھ رہے تھے۔ پوچھا گیا کہاں جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ لوگوں نے دعوت دی ہے کہ وہ حق کا ساتھ دیں گے۔ اور باطل کو ترک کر دیں گے۔

اگر امام اس دعوت کو قبول نہ کرتے تو آج تک لوگ

یہ کہتے کہ کیسے امام تھے، کہ متواتر خط پر خط بھیجتے جا رہے تھے کہ آ کر اپنے نانا کے دین کو پھیلائیں۔ لیکن وہ اپنے کنبے اور اپنی جان بچانے کی فکر میں تھے، اور مسلمانوں کی دعوت قبول نہ کی۔

مگر امام جانتے تھے کہ حق کی راہ کیا ہے۔ اور اس پر چلنے کے لئے جانیں دینا ہوں گی۔ اور یہ یقین رکھتے تھے کہ اگر اس راہ میں اپنا تمام کنبہ قربان ہوجائے اور بھرا گھر اجڑ جائے تو بھی مضائقہ نہیں۔ مگر راہ حق دنیا پر نمایاں ہوجائے، کیا کہنا حسینؑ کی سیاست کا، دشمن اپنے گھوڑوں سمیت تشنگی کی شدت سے چور ہوکر امام کے سامنے آتا ہے۔ اور ایسے ہی موقعوں پر دنیا کے سیاست داں دشمن کو پسپا کر دیتے ہیں۔ بلکہ اگر یہ معلوم ہوگیا کہ دشمن فلاں مقام پر گھرا ہوا ہے تو آب وغذا بھی بند کر دیتے ہیں تا کہ یا تو وہ مطیع ہوجائے، یا تڑپ تڑپ کر مر جائے۔ مگر واہ رے حسینؑ کی سیاست، دشمن کو بھی پانی پلایا اور دشمن کے گھوڑوں کو بھی پانی سے سیراب کیا۔ یہ تھی سیاست حُسینی مگر ایک یزیدی سیاست کا رُخ بھی دیکھ لیجئے۔ ساتویں سے امام پر امام کے اہل وعیال پر اور رفیقوں پر پانی بند ہے۔ فوج کثیر نے دریا پر گھیرا ڈال رکھا ہے۔ سوال یہ ہے کہ بیعت کرو۔ یا لڑائی کے لئے تیار ہوجاؤ اُدھر ۳۰ رہزار اور اِدھر گنے گنائے صرف ۷۲ رجن میں ایک ششماہہ بھی ہے۔

آخر شبِ عاشور بھی آئی۔ امامؑ نے ایک شب کی مہلت عبادت الٰہی کے لئے مانگی۔ تمام جاں نثاروں، عزیزوں اور دوستوں کو جمع کیا۔ اور عاشور کے مصائب سے انھیں پھر آگاہ کیا۔ اور خواہش کی کہ جو جانا چاہیں وہ چلے جائیں بلکہ بیعت بھی اٹھالی۔ تاکہ جانے میں تامل نہ ہو۔ جب کوئی نہ گیا تو شمع گل کر دی اور کہا کہ اس رات کی تاریکی میں جو جانا چاہیں چلے جائیں۔ مگر کوئی نہ گیا اور سب نے کہا کہ ایک بار کیا اگر ستّر دفع بھی قتل کئے جائیں اور زندہ ہوں تو پھر بھی جانیں انھیں قدموں پر نچھاور کر دیں گے۔ یہ تھی سیاست حسینؑ جو دلوں پر حکومت کر رہی تھی۔ کب دنیا میں کوئی ایسی مثال ملتی ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر یزید اپنی فوج سے کہتا کہ تم سب کو کل مرجانا ہے اور یقینی مرنا ہے اور جس کا جی چاہے وہ خوشی سے چلا جائے مجھے عذر نہیں تو یقینا چراغ بجھانے کی بھی ضرورت نہ پڑتی۔ اور تمام فوج جان بچا کر بھاگ جاتی۔

حسینؑ کا مقصد بقائے اسلام تھا، یزید کی بیعت گوارا نہ کی۔ عزت کی موت کو ذلت کی زندگی پر ترجیح دی۔ اسی اصول پر قائم رہے اور اسی اصول پر قائم رہنے کی دعوت دی۔

اس شہادت نے دنیا پر واضح کر دیا کہ حق کے راستے پر کون ہے اور باطل کے راستے پر کون۔ اور آج دنیا کی ہر قوم حسینؑ کو شہید راہِ مستقیم مانتی ہے۔ اور ان کے اس قول ''ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے'' پر عمل کرنے کو اپنا ایمان اور اصل انسانیت سمجھتی ہے۔

❋❋❋

**بقیہ............واقعۂ کربلا کیوں زندہ ہے؟**

ظلم وستم کے جتنے ڈھنگ نکالے انھیں انتہائی مبالغہ کے ساتھ حضرت امام حسینؑ کے مقابلہ میں استعمال کیا گیا۔ اور اگلے رہبروں اور مصلحوں نے دعوت ونصیحت کی جتنی راہیں نکالیں۔ امام حسینؑ کا ہر قدم ان پر ایک ترقی تھا۔ تو یہ عین حقیقت کے مطابق ہے۔ اگر ہم کو نفس کی تربیت ضمیر کی پاکیزگی، مظلوم کی ہمدردی، ظالم سے نفرت، حق کی حمایت، خدا کی محبت، صبر واستقلال، بہادری وغیرت کے لئے کوئی مثال سامنے رکھنی ہے اور کسی سے سبق لینا ہے تو یہ آرزو امام حسینؑ کی پیروی سے پوری ہوسکتی ہے۔ امامؑ کے مشن، امامؑ کے تدبر، امامؑ کی آئیڈیالوجی نے اپنا مقام، وقت اور جگہ کی سطح سے اونچا بنالیا ہے۔ حضرت کے نقش قدم، ہر زمانہ اور ہر مقام میں ہمیشہ ہمیشہ رہنمائی کرتے رہیں گے۔ اور سب آپ کی راہ پر چل کر دوسروں کے لئے مثال بن سکیں گے۔ ❋❋❋